

نام: محمد فرحان خاں
(ICS Phy)

سوال نمبر: 01

خلاصہ

عنوان: 1991 ر کورٹ
مصنف کا نام: غلام عباس

جنوری کی ایک شام کو ایک خوش پوش
نوجوان ڈیوس روڈ سے گزر کر حال روڈ
پر پہنچا اور چیئرنگ کراس کی طرف
مشرکشت کرتے ہوئے چلنے لگا۔ وہ لڑ افش
ایبل دکھائی دے رہا تھا، جسم پر بادامی رنگ
کا اوور کورٹ، سر پر سبز فلیٹ (ہیٹ)،
گم دن کے گم رنگ کے سلاک کا سفید گلوبند لٹا ہوا،
ایک ہاتھ اوور کورٹ کی جیب میں دوسرے
میں چھوٹی سی ڈھیری قمامت اپنے آپ میں گھن
چلتا جا رہا تھا اس وقت سردی خاصی شدید تھی
مگر اس نوجوان پر اس کا کوئی اثر محسوس
نہیں ہو رہا تھا، بلکہ اس کی طبیعت میں

کسی چو خالی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔
 حال روڈ پر اس وقت گاڑیوں اور پیدل
 چلنے والوں کی خاصی بھیر تھی۔ سب نے
 زیادہ تر اور کورٹ میں پناہ لے لی تھی۔
 نہ جو اور کورٹ پناہ لے رہا تھا اس کا کپڑا
 خاصا بڑا کفایتگر خوب پر بھیا تھا وہ کسی
 صابر و رزی کا سلاہو تھا یہ نو جوان
 سمینٹ کے ایک بیچ پر بیٹھ گیا اور آنے جان
 والوں کو دیکھنے لگا۔ اس نے ایک ٹرک سے
 سگریٹ لیا اور آہستہ آہستہ سگریٹ کے
 کسٹ لگانے لگا۔ صفوڑی دیر بعد حال
 روڈ پر وہ پھر سے مٹر گسٹ کرنے لگا۔
 راستے میں وہ ایک بک، ٹشال اور قالین
 فروش کے پاس رگلا۔ شام سے اب تک
 کوئی چہرہ اسے اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا
 اب وہ باقی کورٹ کے ساحلے سرکری عبور
 کر رہا تھا کہ پیچھے سے ایک اینٹوں سے بھری
 تیز رفتار لاری آئی اور اسے کھٹے پوٹ
 نکل گئی۔ نو جوان سرک پر زخمی
 حالت میں نہڑنے لگا۔ لوگ جمع ہو گئے
 اور سرک پر سے گزرنے والے ایک

شریف اسپریشی مدد سے نوجوان کو ایک
کار میں ڈال کر عید ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ اسے
گھروں میں اسپریشی روم سے جایا گیا جہاں ایک
ڈاکٹر مسٹر خان اور دوسری عین ٹکنساز
اور عین گل موہو تھیں۔ مادامی رنگ کا
اور رکورٹ اچھی تھیں اس کے جسم پر کچھ
سر میں لگاؤ کے تیل کی خوشبو تھی
تک باقی تھی۔ اس کی دونوں ٹانگیں
سری طرح کھلی گئی تھیں اور ٹون برہنہ
مقدار میں بہہ چکا تھا۔

اسپریشی روم میں جب اس کا لباس
اتارا گیا تو جوئی گلو بند اترا مانریں
جہاں بیویں کیونکہ نوجوان فحش سے محروم تھا
اور رکورٹ کے نیچے ایک پختہ اناسوٹر اور
خستہ حال مرد بنیان تھی۔ پتلون بھی انتہائی
پیرانی اور گھسی بیوی تھی، جسے بیلٹ کے
بجائے ایک پیرانی نکٹائی سے باندھا تھا۔
گلوں پاؤں میں ایک جیسی جرابیں نہ تھیں
اور نوجوان کی جرابیں بھی پھٹی بیوی تھیں جس کی
وجہ سے اس کی میلیری یاں دکھائی دے

رہی تھیں۔ نوحوان دم توڑ چکا تھا۔
 نوحوان کی جیبوں سے کتھار، رومال،
 آدھا سگریٹ، ڈائری اور اشتہار لہراہ
 پوٹے افسوس کہ بید کی چھڑی تو
 حادثے میں گم ہو گئی تھی، اس فہرست
 میں شامل نہ تھی۔

سہ الخیر ۵۱

مرکالمہ:
 موصوعہ: استاد کے امتحان کے بارے میں مکالمہ
 علی: السلام علیکم! کیاں جہاں رہے
 بیوں دوست؟

احمد: وعلیک السلام! بس اسپی
 پارک میں سیر کرنے۔

علی: اچھا! سب خیریت ہے؟

حی بس! پیر انسان بیوں بہت

علی: وہ کیوں؟ سیبہ:؟

امجد: میں نے غلطی سے آج اپنی
استانی سے اونچی آواز میں بات
کی ہے۔

علی: یہ توبیت بڑی بات ہے۔
بچیں تو ان کو اپنے ماں باپ
کے درجہ پر رکھنا چاہیے۔

امجد: کبھی آپ صبح کھتے ہو۔
بس مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آپ
بتاؤں میں کیا کروں اب؟

علی: آپ کو اب کل سکول جا کر
ان سے معافی مانگنی چاہیے۔

امجد: میں ہی صرف کون معافی
مانگے۔ میرے دوست اسم
کی بھی غلطی تھی۔

علی: دیکھو بے شک آپ

کی کوئی شرارت کی وہ
سے ان کو دیکھ نہیں لیں
آپ کی اونچی آواز سے ان کو
بیت دکھائی دے گا

احمد: آپ بالکل صبح کیتے ہو

علی: جی ہاں! ہمیں یہ وقت ان
سے التزام سے بات کرنی
چاہیے اور ان سے پھینکے آئینے
اور دیکھیں آواز میں بات
کرنی چاہیے۔

احمد: آپ صبح کہہ رہے ہو ہمیں
ان سے عزت سے پیش آنا
چاہیے۔ طے کھاتی ہیں
فاربا ہیں آپ اپنا
فیصل رکھے گا

علی: اچھا ہاں اسے ملے گا یہ خدا کا فضل